حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر یا بھائی کہنے کی بحث

اس میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مقدمہ

نبی کی تعریف اور ان کے درجات کے بیان میں

عقیدہ: نبی وہ انسان مرد ہیں جن کو اللہ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لیے بھیجا (شرح عقائد) لہٰذا نبی نہ تو غیر انسان ہو اور نہ عورت۔ قرآن فرماتا ہے:

وماارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم ○ (نحل:۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے نہ بھیجا مگر ان مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن، فرشتہ، عورت وغیرہ نبی نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ: نبی ہمیشہ اعلیٰ خاندان اور عالی نسب میں سے ہوتے ہیں اور نہایت عمدہ اخلاق ان کو عطا ہوتے ہیں۔ ذلیل قوم اور ادنیٰ حرکات سے محفوظ (بہار شریعت) بخاری جلد اول کے شروع میں ہے کہ جب ہرقل بادشاہ روم کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی پہنچا کہ اسلم تسلم "اسلام لے آ سلامت رہے گا۔" تو ہرقل نے ابو سفیان کو بلا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کچھ سوالات کیے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ کیف نسبه فیکم تم میں ان کا خاندان ونسب کیسا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ھو فینا ذو نسب "وہ ہم میں نہایت اعلیٰ خاندان والے ہیں" یعنی قریشی ہاشمی ومطلبی ہیں ﷺ۔ اس کے جواب میں ہرقل نے کہا: وکذلك الرسل تبعث فی قومھا ○ "ہمیشہ انبیائے کرام عالی قوم واعلیٰ خاندان میں بھیجے جاتے ہیں" جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عالی خاندان میں تشریف لاتے ہیں۔

تنبیہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر قوم میں نبی آئے یعنی معاذ اللہ! بھنگیوں، چماروں، ہندوؤں، بدھ اور جینی وغیرہ میں ان ہی کی قوم سے آئے۔ لہٰذا لاگرو، کرشن، گوتم بدھ وغیرہ چونکہ نبی تھے اس لیے ان کو برا نہ کہو۔ قرآن فرماتا ہے: لکل قوم ھاد "ہر قوم میں ہادی ہیں۔" نیز عورتیں بھی نبی ہوئیں ہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کی والدہ اور حضرت مریم کو وحی ہوئی اور جس کو وحی ہو وہ نبی ہے۔ واوحینا الیٰ ام موسیٰ ○ (قصص:۷) وغیرہ لہٰذا یہ عورتیں نبی ہیں۔ مگر یہ دونوں قول غلط ہیں۔ اول تو اس لیے کہ وہ آیت پوری نہیں بیان کی اور ترجمہ بھی درست نہیں کیا۔ آیت یہ

ہے: انما انت منذر ولکل قوم ھادo (الرعد:۷) ’’تم ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی ہو۔‘‘ یعنی ہر قوم کا ہادی ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے۔ دیگر انبیاء خاص خاص قوموں کے نبی ہوتے تھے اور اے محبوب! تم ہر قوم کے نبی ہو۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ اس آیت کے یہ ہی معنی ہیں کہ ہر قوم میں ہادی ہوئے تو یہ کہاں ہے کہ ہر قوم میں اس ہی قوم سے ہادی ہوئے۔ ہوسکتا ہے کہ اشرف قوم میں نبی آئے۔ دیگر قومیں بھی ان کے ماتحت رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قریشی ہیں۔ مگر پٹھان، شیخ، سید غرضیکہ ساری قوموں بلکہ ساری مخلوق کے نبی ہیں۔ نیز لفظ ہادی عام ہے کہ نبی ہو یا غیر نبی۔ تو یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ہر قوم میں اس قوم میں سے بعض بعض کے لیے رہبر ہوئے۔ بلکہ مہادیوں، کرشن وغیرہ کی ہستی کا بھی شرعی ثبوت نہیں۔ قرآن وحدیث نے ان کی خبر نہ دی۔ صرف بت پرستوں کے ذریعہ کا ان کا پتا لگا وہ بھی اس طرح کہ کسی کے چار ہاتھ، کسی کے چھ پاؤں، کسی کے منہ پر ہاتھی کی سی سونڈ، کسی کے چوتڑ پر لنگور کی سی دم۔ ان کے نام بھی گھڑے ہوئے اور ان کی صورتیں بھی، رب نے عرب کے بت پرستوں کو فرمایا:

ان ھی الا اسمآء سمیتموھا انتم واٰبآء وکمo (نجم:۲۳)

ترجمہ: یہ تمہارے اور تمہارے باپ دادوں کے گھڑے ہوئے نام ہیں۔

جب ان کے ہونے کا ہی یقین نہیں تو انہیں نبی مان لینا کون سی عقل مندی ہے۔

دوسرا قول اس لیے غلط ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کے دل میں القاء یا الہام کیا گیا تھا جسے قرآن نے اوحینا سے تعبیر کیا۔ وحی بمعنی الہام بھی آتی ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔ واوحٰی ربك الی النحل (نحل:۶۸) آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی، یہاں وحی بمعنی دل میں ڈالنا ہے حضرت مریم کو وہ وحی تبلیغی نہ تھی اور نہ وہ تبلیغ احکام کے لیے بھیجی گئیں۔ نیز فرشتے کا ہر کلام وحی نہیں اور ہر وحی تبلیغی نہیں بعض صحابہ نے ملائکہ کے کلام سنے ہیں اور بوقت موت اور قبر وحشر میں سب ہی ملائکہ سے کلام کریں گے حالانکہ سب نبی نہیں۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں دیکھو۔

عقیدہ: کوئی شخص اپنی عبادت و اعمال سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت محض عطاء الٰہی ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام:۱۲۴) ’’اللہ خوب جانتا ہے کہ جہاں اپنی رسالت رکھے‘‘ اور غیر نبی خواہ غوث ہو یا قطب ابدال یا کچھ اور، نہ تو نبی کے برابر ہوسکتا ہے نہ اس سے بڑھ سکے یہ چند امور خیال میں رہیں۔

پہلا باب

اس بیان میں کہ نبی علیہ السلام کو بشر یا بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔جن یا بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے۔یہ دنیاوی احکام ہیں۔ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی۔کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں اور حضور ﷺ اس وقت نبی ہیں جبکہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آب وگل میں ہیں۔خود فرماتے ہیں: کنت نبیا و اٰدم بین الماء والطین اس وقت حضور نبی ہیں بشر نہیں سب کچھ صحیح لیکن ان کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی، باوا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے اور اگر اہانت کی نیت سے پکارا تو کافر ہے۔عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ھٰذا الرجل یہ مرد اہانت کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔بلکہ یارسول اللہ، یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔شعراء جو اشعار میں یا محمد لکھ دیتے ہیں وہ تنگی موقع کی وجہ سے ہے پڑھنے والے کو لازم ہے کہ ﷺ کہہ لے۔اسی طرح جو کہتے ہیں کہ:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

یہ تیرا انتہائی نازک کلمہ ہے جیسے اے آقا میں تیرے قربان۔اے ماں! تو کہاں ہے؟ اے اللہ! تو ہم پر رحم فرما! اس تو اور تیرے کی حیثیت اور ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

(۱) لاتجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا ۝ (نور:۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون ۝ (حجرات:۲)

ترجمہ: اوران کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جاویں اور تم کو خبر نہ ہو۔

ضبطی اعمال کفر کی وجہ سے ہوتی ہے، مدارج جلد اول ”وصل از جملہ رعایت حقوق ادبست“ میں ہے:

مخوانید اور ابنام مبارك اوچنانکہ می خوانید بعضے از شما مربعضے رابلکہ

بگوئید یا رسول اللّٰہ یا نبی اللّٰہ باتوقیر و توضیح۔

ترجمہ: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا نام پاک لے کر نہ بلاؤ جیسے بعض بعض کو بلاتے ہیں۔ بلکہ یوں کہو یارسول اللہ یا نبی اللہ توقیر وعزت کے ساتھ۔

تفسیر روح البیان زیر آیت **لاتجعلوا** ہے:

والمعنیٰ لا تجعلوا نداء کم ایاہ و تسمیتکم لہ کندآء بعضکم بعضا لا سمہٖ مثل یا محمد و یا ابن عبداللّٰہ ولکن بلقبہ المعظم مثلٰ یا نبی اللّٰہ و یارسول اللّٰہ کما قال اللّٰہ تعالیٰ یا ایھا النبی و یا ایھا الرسولo

ترجمہ: ''معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا یا نام لینا ایسا نہ بناؤ جیسا کہ بعض لوگ بعض کو نام سے پکارتے ہیں جیسے یا محمد اور یا ابن عبداللہ وغیرہ لیکن ان کے عظمت والے القاب سے پکارو جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ جیسا کہ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے: یآ ایھا النبی و یآ ایھا الرسول۔

ان آیات قرآنیہ اور اقوال مفسرین ومحدثین سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھا جاوے نداء میں، کلام میں، ہر ادا میں۔

(۲) دنیاوی عظمت والوں کو بھی ان کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا۔ ماں کو والدہ صاحبہ، باپ کو والد ماجد، بھائی کو بھائی صاحب جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اگر کوئی اپنی ماں کو باپ کی بیوی یا باپ کو ماں کا شوہر کہے یا اس کا نام لے کر پکارے یا اس کو بھیا وغیرہ کہے۔ تو اگر چہ بات تو سچی ہے مگر بے ادب گستاخ کہا جائے گا کہ برابری کے کلمات سے کیوں یاد کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں ان کو نام سے پکارنا یا بھائی وغیرہ کہنا یقیناً حرام ہے۔ گھر میں بہن ماں بیوی بیٹی سب ہی عورتیں ہیں مگر ان کے نام وکام واحکام جداگانہ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے اور جو سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے ایسے ہی جو نبی کو امتی یا امتی کو نبی کی طرح سمجھے وہ ملعون ہے دیوبندیوں نے نبی کو امتی کا درجہ دیا، یا ان کے پیشوا مولوی اسماعیل نے سید احمد بریلوی کو نبی کے برابر کرسی دی دیکھو صراط مستقیم کا خاتمہ معاذ اللہ۔

(۳) رب تعالیٰ جس کو کوئی خاص درجہ عطا فرمائے۔ اس کو عام القاب سے پکارنا اس کے ان مراتب عالیہ کا انکار کرنا ہے اگر دنیاوی سلطنت کی طرف سے کسی کو نواب یا خان بہادر کا خطاب ملے تو اس آدمی یا آدمی کا بچہ یا بھائی وغیرہ

کہنا اوران القاب سے یادنہ کرنا جرم ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم حکومت کے عطا کیے ہوئے ان خطابات سے ناراض ہوتو جس ذات عالی کو رب کی طرف سے نبی رسول کا خطاب ملے اس کو ان القاب کے علاوہ بھائی وغیرہ کہنا جرم ہے۔

(۴) خود پروردگار عالم نے قرآن کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد یا اخا مومنین کہہ کر نہ پکارا بلکہ یآ ایھا النبی و یآ ایھا الرسول یآ ایھا المزمل یآ ایھا المدثر وغیرہ وغیرہ پیارے سے القاب سے پکارا حالانکہ وہ رب ہے تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ ان کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔

(۵) قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے۔

قالو اما آ انتم الابشر مثلنا ٥ (یٰسٓ:۱۵)

ترجمہ: کافر بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔

ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذالخٰسرون ٥ (مومنون:۳۴)

ترجمہ: اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی بہت سی آیات ہیں اسی طرح مساوات بتانا یا انبیاء کرام کی شان گھٹانا طریقہ ابلیس ہے کہ اس نے کہا:

خلقتنی من نارو خلقته من طین ٥ (اعراف:۱۲)

ترجمہ: خدایا تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

مطلب یہ کہ میں ان سے افضل ہوں۔اسی طرح اب یہ کہنا کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے۔ہم بھی بشر وہ بھی بشر بلکہ ہم زندہ وہ مردے، یہ سب ابلیسی کلام ہیں۔

دوسرا باب

مسئلہ بشریت پر اعتراضات کے بیان میں

اعتراض ا: قرآن فرماتا ہے:

قل انما انا بشر مثلکم ٥ (کہف:۱۱۰)

ترجمہ: اے محبوب فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور بھی ہماری طرح بشر ہیں اگر نہیں ہیں تو آیت معاذ اللہ جھوٹی ہو جاوے گی۔

جواب: اس آیت میں چند طرح غور کرنا لازم ہے ایک یہ کہ فرمایا گیا ہے: قل اے محبوب! آپ فرمادیں۔ تو یہ

کلمہ فرمانے کی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار و تواضع فرمادیں یہ نہیں کہ قولوا انما هو بشر مثلناo اے لوگوں تم کہا کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے بشر ہیں۔ بلکہ قل میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے:

شاهدا ومبشرا ونذيرo و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيراo (احزاب:۴۶) يآيها المزملo (مزمل:۱) يآيها المدثرo (مدثر:۱) وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکساراً یہ فرماسکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہوسکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا: ''ایکم مثلی'' طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیاء کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔

گفت من آئینہ مثقول دوست

یہ عکس کا لحاظ ہے دوسرے اس طرح کہ مثلکم پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آ رہا ہے: یوحیٰ الی۔ یوحیٰ الی کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا کہ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرت حیوانات اور شے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور امتی میں بہت بڑا فرق بتادیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شان مصطفوی میں ۲۷ درجہ کا فرق ہے اولاً بشر پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمتہ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں ملاحظہ کرہ۔ تو عام بشر اور مصطفیٰ ﷺ میں شرکت کیسی؟ یہ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسا کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے۔ اللہ ہماری طرح سمیع وبصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے۔ جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں۔ مولانا مثنوی

میں فرماتے ہیں:

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر بھر حق سوئے غریباں یك نظر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت ہزار ہا جبریلی حثیت سے اعلیٰ ہے۔

تیسرے اس طرح کہ قرآن کریم میں ہے: مثل نورہٖ کمشکوۃ فیھا مصباح o (النور:۳۵) رب کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے۔'' اس آیت میں بھی کلمہ مثل ہے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نور خدا چراغ کی طرح روشنی ہے اسی طرح قرآن میں ہے:

وما من دآبۃ فی الارض ولا طٓیر یطیر بجنا حیہ الا امم امثالکمo (انعام:۳۸)

ترجمہ: نہیں ہے کوئی جانور زمین میں نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہو مگر وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔

یہاں بھی کلمہ امثال موجود ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ ہر انسان گدھے الو جیسا ہے۔ ہرگز نہیں نیز انما کا حصر اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی میں نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا بلکہ تمہاری طرح خالص بندہ ہوں جیسے ہاروت و ماروت کا کہنا: انما نحن فتنۃ o (بقرہ:۱۰۲)

چوتھے اس طرح کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان عبادات، معاملات غرضیکہ کسی شی میں ہم جیسے نہیں، ہر بات میں فرق عظیم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ ہے: انا رسول اللہ'' میں اللہ کا رسول ہوں'' ۔ اگر ہم یہ کہیں تو کافر ہوجاویں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایمان دیکھی ہوئی چیزوں پر کہ رب کو جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمالیا۔ ہمارا ایمان سنا ہوا ہے۔ ہمارے لیے ارکان اسلام پانچ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے چار یعنی آپ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی شروع کتاب الزکوٰۃ ہم پر پانچ نمازیں فرض، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھ یعنی تہجد بھی فرض ومن الیل فتھجد بہٖ نافلۃ لكo (بنی اسرائیل:۷۹) ہم کو چار بیویوں کی اجازت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کوئی پابندی نہیں جس قدر چاہیں۔ ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک سب مسلمانوں کی مائیں وازواجہ امھتھم o (احزاب:۲) کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں: ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہٖ ابداo (احزاب:۵۳) ہمارے بعد ہماری میراث تقسیم ہو حضور کی میراث نہ بٹے ہمارا پیشاب خانہ ناپاک، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلا شریفہ امت کے لیے

پاک (دیکھو شامی باب الانجاس) مرقات باب احکام المیاہ فصل اول میں ہے:

ومن ثم اختار کثیر من اصحابنا طھارۃ فضلاتہٖ

(ہمارے اکثر اصحاب نے حضور علیہ السلام کے فضلات شریفہ کی پاکیزگی کا عقیدہ اختیار کیا ہے۔)

اسی مرقاۃ باب الستر کے شروع میں ہے:

ولذا حجمه ابو طیبة فشرب دمه

ترجمہ: ابوطیبہ نے حضور علیہ السلام کی فسد کھولی اور خون پی لیا۔

اسی طرح مدارج النبوۃ میں جلد اول وصل عرق سریف صفحہ ۲۵ میں بھی ہے۔ یہ تو شرعی احکام میں فرق بتائے گئے، ورنہ لاکھوں امور میں فرق عظیم ہے۔ ہم کو اس ذات کریم سے کوئی نسبت ہی نہیں، یوں سمجھو کہ بے مثل خالق کے بے مثل بندے ہیں۔

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیونکر ہو
نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی تمہارا ہم پایا

اس قدر فرق عظیم ہوتے ہوئے مثلیت کے کیا معنی

پانچویں اس طرح کہ اس آیت میں ہے: بشر مثلکم o یہ نہیں کہا کہ انسان مثلکم o بشر کے معنی ہیں: ذوبشرۃ o یعنی ظاہری چہرے مہرے والا۔ بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو۔ تو معنی یہ ہوئے کہ میں ظاہر رنگ وروپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ: یوحٰی الی o ہم صاحب وحی ہیں۔ یہ گفتگو بھی فقط ظاہری طور پر ہے۔ ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء مبارکہ سے کوئی نسبت نہیں۔ قدرت الٰہی تو دیکھو کہ منہ کا لعاب شریف کھاری کنویں میں پڑے پانی کو میٹھا کر دے، حدیبیہ کے خشک کنویں میں پڑ جاوے تو پانی پیدا کر دے حضرت جابر کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا اور بوٹیاں بڑھا دے، آٹے میں پڑے تو آٹے میں برکت دے، صدیق کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دفع کرے، عبداللہ ابن عتیک کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں پہنچ کر ہڈی کو جوڑ دے، حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو کحل الجواہر کا کام دے۔ آج ہزار روپیہ کی دوا بھی اس قدر اثر نہیں رکھتی۔ اگر سر ہلک سے قدم پاک تک ہر عضو شریف کی برکات دیکھنا ہیں تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان کا مطالعہ کرو۔ ہمارے ہر عضو کا سایہ، حضور کے کسی عضو کا سایہ نہیں پسینا پاک میں مشک وعنبر سے بہتر خوشبو صلی اللہ علیہ وسلم،

چھٹے اس طرح کہ شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ جلد اول باب سوم وصل ازالہ شبہات میں فرماتے ہیں کہ

درحقیقت متشابهات اند علماء آں رامعانی لائقه تاویلات راثقه کرده راجع بحق ساخته اند۔

ترجمہ: یہ آیات حقیقت میں متشابہات ہیں کہ علماء نے ان کے مناسب معانی اور بہتر تاویلیں کر کے حق کی طرف پھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح یداللہ فوق ایدیهم o (فتح:۱۰) مثل نوره کمشکوٰة o (نور:۳۵) وغیرہ آیات جو بظاہر شان خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، متشابہات ہیں۔ اسی طرح انما انا بشر o وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی خلاف ہیں۔ متشابہات ہیں۔ لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔

ساتویں اس طرح کے روزہ وصال کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایکم مثلی o ''تم ہم جیسا کون ہے۔'' بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں فرمایا: لکنی لست کاحد منکم o لیکن ہم تمہاری طرح نہیں۔ صحابہ کرام نے بہت موقعوں پر فرمایا: اینا مثله o ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح کون ہے۔'' احادیث تو فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے نہیں اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہی ہیں، ان میں مطابقت کرنا ضروری ہے وہ اسی طرح ہوسکتی ہے کہ آیت میں جو تاویل کی جاوے۔

آٹھویں اس طرح کہ تفسیر روح البیان سورۂ مریم میں کهیعص o کے ماتحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین صورتیں ہیں بشری، صورت حقی، صورت ملکی۔ بشریت کا ذکر انما انا بشر o حقی کا ذکر ہوا: من رانی فقد رای الحق o ''جس نے ہم کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا''۔ صورت ملکی کا ذکر فرمایا: لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل o ''بعض وقت ہم کو اللہ سے وہ قرب ہوتا ہے کہ نہ اس میں مقرب فرشتہ کی گنجائش ہے نہ مرسل نبی کی۔'' معراج میں سدرہ پہنچ کر طاقت جبریلی ختم ہوگئی۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشری طاقت کی بھی ابتداء نہ تھی اس آیت میں محض ایک صورت کا ذکر ہے۔

نویں اس طرح کہ بشر مثلکم o میں یہ تو فرمایا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں یہ نہ فرمایا کہ کس وصف میں تم جیسے ہیں یعنی جس طرح تم محض بندے ہو۔ نہ خدا، نہ خدا کے بیٹے، نہ خدا کی صفات سے موصوف۔ اسی طرح میں عبداللہ ہوں نہ اللہ ہوں نہ ابن اللہ ہوں۔ عیسائیوں نے چند معجزات دیکھ کر عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام کو ابن اللہ کہہ دیا۔ تم ہمارے

صدہا معجزات دیکھ کر یہ نہ کہہ دینا بلکہ کہنا: عبداللہ ورسولہ o

تفسیر کبیر شروع پارہ ۱۲ زیر آیت فقال الملا الذین کفروا o (ھود:۲۷) قصہ نوح میں ہے کہ نبی بشر، اس لیے ہوتے ہیں کہ اگر فرشتہ ہوتے تو لوگ ان ک کے معجزات کو ان کی ملکی طاقت پر محمول کر لیتے۔ آپ جب بشر ہو کر یہ معجزات دکھاتے ہیں تو ان کا کمال ہوتا ہے غرضیکہ انبیاء کی بشریت ان کا کمال ہے۔ لہٰذا آیت کا مقصود یہ ہوا کہ تم جیسے بشر ہو کر ایسے کمالات دکھاتے ہیں تم میں طاقت ہے تو دکھا دو۔

دسویں اس طرح کہ بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لیے استعمال فرما سکتے ہیں اور وہ ان کا کمال ہے مگر دوسرا کوئی ان کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے۔ دیکھو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: ربنا ظلمنا انفسنا o (اعراف:۲۳) یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب سے عرض کیا: انی کنت من الظّلمین o (شعراء:۲۰) لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا۔ اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔

اعتراض ۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق فرمایا: واکرموا خاکم o ”تم اپنے بھائی کا (ہمارا) احترام کرو“ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بھائی ہیں۔ مگر بڑے بھائی ہیں نہ کہ چھوٹے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

والیٰ مدین اخاھم شعیبا o (ہود:۸۴)

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے بھائی (یعنی ہم قوم) شعیب کو۔

والیٰ ثمود اخاھم صٰلحا o (ہود:۶۱)

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ان کے بھائی یعنی (ہم قوم) صالح کو۔

والیٰ عاد اخاھم ھودا o (ہود:۵۰)

ترجمہ: عاد کی طرف ان کے بھائی (ہم قوم) ہود کو۔

ان آیات میں رب نے انبیاء کرام کو مدین ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا: معلوم ہوا کہ انبیاء امتیوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کرم کریمانہ سے بطور تواضع وانکسار فرمایا: اخاکم o اس فرمانے سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی؟ ایک بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں تو رعایا کو حق نہیں کہ بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارے۔ اسی طرح رب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب وصالح وہود علیہم السلام مدین اور

ثمود اور عاد قوموں میں سے تھے۔ کسی اور قوم کے نہ تھے یہ بتانے کے لیے اخاھم٥ فرمایا یہ کہاں فرمایا کہ ان کی قوم والوں کو بھائی کہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ انبیائے کرام کو برابری کے القاب سے پکارنا حرام ہے اور لفظ بھائی برابری کا لفظ ہے۔ باپ بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کا بیٹا اس کو بھائی کہے۔

اعتراض ۳: قرآن کہتا ہے: انما المومنون اخوۃ٥ (حجرات:۱۰) ''مسلمان آپس میں بھائی ہیں'' اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مومن ہیں لہٰذا آپ بھی ہم مسلمانوں کے بھائی ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہ بھائی کہا جاوے۔

جواب: پھر تو خدا بھی اپنا بھائی کہو کیونکہ وہ بھی مومن ہے قرآن میں ہے: الملك القدوس السلم المومن٥ (حشر:۲۳) اور ہر مومن آپس میں بھائی۔ لہٰذا خدا بھی مسلمانوں کا بھائی۔ معاذ اللہ۔ نیز بھائی کی بیوی بھابھی ہوتی ہے اور اس سے نکاح حلال اور نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ (قرآن کریم) لہٰذا نبی ہمارے لیے مثل والد ہوئے والد کی بیوی ماں ہے نہ کہ بھائی کی۔ جناب ہم تو مومن ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عین ایمان۔ قصیدہ بردہ شریف میں ہے:

فالصدق فی الغار و الصدیق لم یریا٥

ترجمہ: یعنی غار ثور میں صدق بھی تھا صدیق بھی تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عام مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے جیسے رب اور عام مومنین میں۔ نہ کہ حقیقت مومن میں، ہم اور طرح مومن ہیں اس کی تفصیل ہم جواب نمبر ا میں بیان کر چکے ہیں۔

اعتراض ۴: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاد آدم میں ہماری طرح کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے، اور زندگی گزارتے ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں، موت آتی ہے اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے ان کو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہ کہا جاوے۔

جواب: اس کا فیصلہ مثنوی میں خوب فرما دیا ہے:

گفت اینك ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستہ و خوابیم و خور!
این نہ دانستند ایشاں از عمے | ہست فرقے درمیاں بے انتہا
ہر دو یك گل خورد زنبور و نحل | زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل
ہر دو گوں آھو گیاہ خورند و آب | زیں یکے سرگیں شد و زاں مشکناب

ایں خورد گردو پلیدی زیں جدا   واں خورد گردو ھمہ نور خدا

’’کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں وابستہ ہیں۔ اندھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے۔ بھڑا اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر اس سے زہر اور اس سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن ایک ہی دانا پانی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر ایک سے پاخانہ دوسرے سے مشک بنتا ہے۔ یہ جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے، نبی کے کھانے سے نور خدا ہوتا ہے‘‘۔

یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں۔ ایک ہی قسم کے حروف تہجی سے دونوں بنیں، ایک ہی پریس میں چھپیں۔ ایک ہی جلد ساز نے جلد باندھی۔ ایک ہی الماری میں رکھی گئیں پھر ان میں فرق ہی کیا ہے۔ مگر کوئی بے وقوف بھی نہیں کہے گا ان ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کی طرح ہوگئی۔ تو ہم صاحب قرآن کی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ نہ دیکھا کہ حضور کا کلمہ پڑھا جاتا ہے ان کو معراج ہوئی ان کو نماز میں سلام کرتے ہیں ان پر درود بھیجتے ہیں، تمام انبیاء و اولیاء ان کے خدا بارگاہ ہیں۔ یہ اوصاف ماوشما تو کیا ملائکہ کو بھی نہ ملے۔

محمد بشر لا کالبشر   یاقوت حجر لا کالحجر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں عام بشر نہیں   یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھر نہیں

بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا حرام ہے تو چاہیے کہ انسان یا عبد کہنا بھی حرام ہو کہ ان سب کے معنی قریب قریب ہیں پھر تم کلمہ میں **عبدہ ورسولہ** کیوں کہتے ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ بشر کفار بہ نیت اہانت کہتے تھے اور نبی کو رب نے انسان یا عبد بطور تعظیم فرمایا **خلق الانسان o علمہ البیان o** (رحمٰن: ۴۰) اور **اسرٰی بعبدہٖ لیلا o** (الاسرار:۱) لہٰذا یہ الفاظ تعظیماً کہنا جائز ہے اور بشر کہنا حرام ہے جیسے **راعنا** اور **انظرنا** ہم معنی ہیں۔ مگر **راعنا** کہنا حرام ہے کہ طریقہ کفار ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے

عبد دیگر عبدہ چیز دگر   او سراپا انتظار او منتظر

حضور کی عبدیت سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے اور رب کی عظمت سے ہماری عبدیت چمکی وزیر بھی شاہی خادم ہے اور سپاہی بھی۔ مگر وزیر سے بادشاہ کی شان کا ظہور اور شاہی نوکری سے سپاہی کی عزت۔

اعتراض۵: شمائل ترمذی میں حضرت صدیقہ کی روایت ہے کہ فرماتی ہیں: **کان بشر من البشر** ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشروں میں سے ایک بشر تھے۔'' اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عائشہ صدیقہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمانا چاہا۔ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں آپ کا بھائی ہوں کیا میری دختر آپ کو حلال ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا اور صدیق نے اپنے کو حضور کا بھائی بتایا۔

جواب: بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنا حرام ہے عقیدہ کے بیان یا دریافت مسائل کے اور احکام ہیں۔ حضرت صدیقہ یا صدیق رضی اللہ عنہما عام گفتگو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی یا بشر نہ کہتے تھے یہاں ضرورۃً اس کلمہ کو استعمال فرمایا ہے۔ صدیقہ الکبریٰ تو یہ فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پاک نہایت بے تکلفی اور سادگی سے عام مسلمانوں کی طرح گزری کہ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ ہی سے انجام دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر نے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور نے مجھے خطاب اخوت سے نوازا ہے کیا اس خطاب پر حقیقی بھائی کے احکام جاری ہونگے یا نہیں؟ اور میری اولاد حضور کو حلال ہوگی یا نہیں؟ ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں حضرت خلیل نے ایک ضرورت پر حضرت سارہ کو فرمادیا: **ھٰذہ اختی** ''یہ میری بہن ہیں'' حالانکہ وہ آپ کی بیوی تھیں۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت سارہ اب آپ کو بھائی کہہ کر پکارتیں۔

ہم ان حضرات کا عام محاورہ دکھاتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رشتہ میں صدیقہ کے زوج اور سیدنا علی کے بھائی حضرت عباس کے بھائی کی اولاد ہیں۔ مگر یہ حضرات جب بھی روایت حدیث کرتے ہیں تو صدیقہ یہ نہیں فرماتیں کہ میرے زوج نے فرمایا، یا حضرت عباس یا حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ نہیں کہتے کہ ہمارے بھتیجے یا ہمارے بھائی نے یہ فرمایا۔ سب یہی فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ تو جو حضرات رشتہ کہ لحاظ سے بھائی ہیں وہ بھی بھائی نہیں کہتے۔ تو ہم کمینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ بھائی کہیں۔

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم زانکہ نسبت بسگت کوئے تو شد بے ادبی ست

ھزار بار بشویم دھن بمشك و گلاب ھنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

جناب شروع اسلام میں تو یہ حکم تھا کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ عرض کرنا چاہے وہ پہلے کچھ صدقہ دے دے بعد میں عرض کرے۔ قرآن فرماتا ہے:

یآیّھا الذین اٰمنوا اذانا جیتم الرسول فقدموا بین یدی نجولکم صدقۃ o (مجادلہ:۱۲)

ترجمہ: یعنی اے ایمان والوں! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عمل بھی کیا کہ ایک دینار خیرات کر کے دس مسائل دریافت کیے۔ (تفسیر خازن یہ ہی آیت)

پھر یہ حکم اگرچہ منسوخ ہو گیا مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان کا پتا لگ گیا کہ نماز میں رب سے ہم کلام ہو تو صرف وضو کرو۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض معروض کرنا ہو تو صدقہ کرو پھر بھائی کہنا کہاں رہا؟